عقائدِ اہل السنۃ والجماعۃ اکابر دیوبند

موت - قبر - برزخ

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

یہ عقائد اہل السنۃ والجماعۃ اکابر دیوبند کے ہیں، جن سے مقصود عام فہم انداز میں موت، قبر اور برزخ سے متعلق عقائد کی وضاحت اور چند غلط فہمیوں کا ازالہ ہے۔

موت وحیات کی حقیقت:

جسم میں روح کے داخل ہونے کا نام زندگی ہے، اور روح کے جسم سے جدا ہو جانے کا نام موت ہے۔

ہر ذی روح کو موت کا مزہ چکھنا ہے:

ہر انسان کو موت آنی ہے، ہر ذی روح کو موت کا مزا چکھنا ہے، انبیاء کرام علیہم السلام پر بھی موت کا آنا حق ہے۔ اس لیے حضور ﷺ سمیت تمام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی موت آئی، البتہ حضرت عیسی علیہ السلام کو آسمان سے نازل ہونے کے بعد مقررہ وقت پر موت آنی ہے۔

قبر کا مفہوم:

قبر اسی زمینی گڑھے کا نام ہے جس میں انسان دفن کیا جاتا ہے، یہی اس کا حقیقی معنی ہے، البتہ قبر اسی زمینی حصے کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ جہاں میت یا میت کے اجزا اور ذرات ہوں وہی اس کی قبر ہے، خواہ وہ یہ زمینی گڑھا ہو یا سمندر کا پانی ہو یا جانور کا پیٹ ہو یا جو بھی جگہ ہو۔

برزخ کا مفہوم:

برزخ کا معنی ہے: پردہ۔ برزخ زمانے کا نام ہے، موت سے لے کر قیامت تک کا جو زمانہ ہے اس کو برزخ کہا جاتا ہے یعنی عالمِ برزخ۔

کیا قبر اور برزخ میں تعارض ہے؟

قبر مکان کا نام ہے جبکہ برزخ زمانے کا، اور مکان اور زمانے میں کبھی تعارض اور ٹکراؤ نہیں ہوا کرتا، اس لیے اگر کوئی مردہ قبر میں مدفون ہے تو وہ قبر میں بھی ہے اور برزخ میں بھی، اسی طرح انسان جب مرتا ہے تو وہ فوراً برزخ میں منتقل ہو جاتا ہے، تو دفنانے سے قبل جب وہ ہمارے سامنے رکھا ہوا ہوتا ہے تو وہ برزخ میں تو ہوتا ہے لیکن زمینی قبر میں ابھی تک موجود نہیں ہوتا۔

موت آتے ہی عالمِ برزخ میں منتقلی:

انسان جب مرتا ہے تو وہ فوراً برزخ میں منتقل ہو جاتا ہے، چاہے وہ ہمارے سامنے رکھا ہوا ہو یا اس کے اعضا اور ذرات جہاں کہیں بھی ہوں۔ برزخ کے حالات کو اللہ نے انسانوں سے چھپا رکھا ہے، قرآن و حدیث میں قبر اور برزخ کے جو جو حالات مذکور ہیں ان کو ماننا ضروری ہے، ان پر ایمان لانا واجب ہے۔

ارواح کا مقام:

انسان جب وفات پا جائے تو نیک شخص کی روح علیین میں جبکہ بُرے شخص کی روح سجین میں چلی جاتی ہے، علیین جنت کا ایک مقام ہے اور سجین جہنم کا ایک مقام ہے جہاں بُری روحیں جاتی ہیں۔

عالمِ برزخ میں روح کا اپنے جسم سے تعلق اور حیاتِ برزخی:

عالمِ برزخ میں روح کا اپنے جسم اور جسم کے ذرات کے ساتھ تعلق ضرور ہوتا ہے اور یہ تعلق قیامت تک رہتا ہے، اسی تعلق کو برزخی حیات یا قبر کی زندگی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ برزخی حیات ہر مسلمان بلکہ ایک کافر مشرک کو بھی حاصل ہوتی ہے، اس سے کوئی مستثنیٰ نہیں ہے، البتہ حضرات انبیائے کرام اور شہدائے عظام کو برزخ میں خصوصی حیات حاصل ہوتی ہے جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

عذابِ قبر روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے:

اسی تعلق اور برزخی حیات کی وجہ سے روح پر گزرنے والی ہر اچھی اور بری کیفیت جسم کو بھی محسوس ہوتی ہے گویا کہ عالمِ برزخ کے عذاب و ثواب میں روح اور جسم دونوں شریک ہوتے ہیں، یہی حق عقیدہ ہے۔

عذابِ قبر حق ہے:

قبر و برزخ کا عذاب اور نعمتیں حق ہیں۔

جس میت کو زمینی قبر نصیب نہ ہو تو اس کا عذاب؟

عذابِ قبر اسی زمینی گڑھے میں ہوتا ہے، البتہ جس کو یہ زمینی قبر نصیب نہ ہو تو جہاں جہاں مردہ یا اس کے ذرات ہوتے ہیں وہاں اس کو عذاب ہوتا ہے۔

قبر اور برزخ میں روح کا اعادہ:

قبر اور برزخ میں اس جسم کی طرف روح کا اعادہ ہوتا ہے، یعنی روح لوٹا دی جاتی ہے، اس کو اعادۂ روح کہتے ہیں، یہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ بعض کے نزدیک اس اعادہ روح کا مطلب باقاعدہ روح کا جسم میں داخل ہو جانا ہے جبکہ جمہور کے نزدیک اس اعادہ روح کا مطلب روح کا اپنے جسم کے ساتھ تعلق اور اتصال قائم ہو جانا ہے۔

سنن ابی داود میں ہے:

٤٧٥٥- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِى شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِىِّ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ -وَهَذَا لَفْظُ هَنَّادٍ- عَنِ الأَعْمَشِ عَنِ الْمِنْهَالِ عَنْ زَاذَانَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِى جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُءُوسِنَا الطَّيْرُ وَفِى يَدِهِ عُودٌ يَنْكُتُ بِهِ فِى الأَرْضِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «اسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ» مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا -زَادَ فِى حَدِيثِ جَرِيرٍ هَا هُنَا- وَقَالَ: «وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ حِينَ يُقَالُ لَهُ: يَا هَذَا مَنْ رَبُّكَ وَمَا دِينُكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ». قَالَ هَنَّادٌ: قَالَ: «وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولاَنِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ فَيَقُولُ: رَبِّىَ اللهُ. فَيَقُولاَنِ لَهُ : مَا دِينُكَ فَيَقُولُ: دِينِى الإِسْلاَمُ. فَيَقُولاَنِ لَهُ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِى بُعِثَ فِيكُمْ قَالَ فَيَقُولُ: هُوَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَيَقُولانِ : وَمَا يُدْرِيكَ فَيَقُولُ: قَرَأْتُ كِتَابَ اللهِ فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ». زَادَ فِى حَدِيثِ جَرِيرٍ: «فَذَلِكَ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: (يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا)» الآيَةَ. ثُمَّ اتَّفَقَا قَالَ:

«فَيُنَادِى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ قَدْ صَدَقَ عَبْدِى فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ وَأَلْبِسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ». قَالَ: «فَيَأْتِيهِ مِنْ رَوْحِهَا وَطِيبِهَا». قَالَ: «وَيُفْتَحُ لَهُ فِيهَا مَدَّ بَصَرِهِ». قَالَ: «وَإِنَّ الْكَافِرِ ». فَذَكَرَ مَوْتَهُ قَالَ: «وَتُعَادُ رُوحُهُ فِى جَسَدِهِ وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولاَنِ: مَنْ رَبُّكَ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ هَاهْ لا أَدْرِى.
فَيَقُولاَنِ لَهُ: مَا دِينُكَ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لاَ أَدْرِى. فَيَقُولاَنِ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِى بُعِثَ فِيكُمْ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لا أَدْرِى. فَيُنَادِى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ كَذَبَ فَأَفْرِشُوهُ مِنَ النَّارِ وَأَلْبِسُوهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ». قَالَ : «فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُومِهَا». قَالَ : «وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلاَعُهُ». زَادَ فِى حَدِيثِ جَرِيرٍ قَالَ: «ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهُ أَعْمَى أَبْكَمُ مَعَهُ مِرْزَبَّةٌ مِنْ حَدِيدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا». قَالَ: «فَيَضْرِبُهُ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِلاَّ الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيرُ تُرَابًا». قَالَ : «ثُمَّ تُعَادُ فِيهِ الرُّوحُ».

مسند احمد میں ہے:

١٨٥٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زَاذَانَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي جِنَازَةِ رَجُلٍ مِنْ الْأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ وَكَأَنَّ عَلَى رُءُوسِنَا الطَّيْرَ وَفِي يَدِهِ عُودٌ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ اسْتَعِيذُوا بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنْ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنْ الْآخِرَةِ نَزَلَ إِلَيْهِ مَلَائِكَةٌ مِنْ السَّمَاءِ بِيضُ الْوُجُوهِ كَأَنَّ وُجُوهَهُمْ الشَّمْسُ مَعَهُمْ كَفَنٌ مِنْ أَكْفَانِ الْجَنَّةِ وَحَنُوطٌ مِنْ حَنُوطِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَجْلِسُوا مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ .... حَتَّى يُنْتَهَى بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: اكْتُبُوا كِتَابَ عَبْدِي فِي عِلِّيِّينَ وَأَعِيدُوهُ إِلَى الْأَرْضِ فَإِنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِيهَا أُعِيدُهُمْ وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى قَالَ: فَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ فَيَأْتِيهِ

مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ مَنْ رَبُّكَ فَيَقُولُ رَبِّيَ اللَّهُ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا دِينُكَ فَيَقُولُ دِينِيَ الْإِسْلَامُ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ فَيَقُولُ هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولَانِ لَهُ وَمَا عِلْمُكَ..الحديث

قبر میں جسم کا خاک ہونا:

قبر میں عام انسان مٹی میں مل جاتا ہے، ذرات کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے، ان ذرات کے ساتھ بھی روح کا تعلق ہوتا ہے اور یہ تا قیامت رہتا ہے، البتہ بعض خوش نصیب مسلمان ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا جسم خاک ہونے سے محفوظ رہتا ہے، جیسے انبیاء کرام اور شہدا۔

حضرات انبیاء علیہم السلام اور شہدا کے اجسامِ مقدسہ کا تحفظ اور امتیازی حیاتِ برزخی:

شہید کی روح کا تعلق اپنے جسم کے ساتھ عام مسلمانوں کی بنسبت زیادہ مضبوط ہوتا ہے جس کی وجہ سے ان کو برزخ میں ایک خصوصی حیات حاصل ہوتی ہے، اس لیے ان کا جسم مٹی نہیں ہوتا اور وہ طرح طرح کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں، البتہ ان کی اس برزخی حیات پر دنیوی احکام جاری نہیں ہوتے بلکہ ان کی میراث بھی تقسیم ہوتی ہے، ان کی بیویاں بھی بیوہ ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے کسی اور کے ساتھ ان کا نکاح بھی درست ہوا کرتا ہے۔ اور انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواحِ مقدسہ کا تعلق اپنے مبارک جسموں کے ساتھ سب سے زیادہ مضبوط اور قوی ہوتا ہے، جس کی وجہ سے ان کو عالم برزخ میں شہدا سے بھی بڑھ کر ایک خاص زندگی عطا ہوتی ہے۔ حضرت انبیا کرام کی یہ حیاتِ برزخی عام انسانوں، مسلمانوں حتیٰ کہ شہدا کی برزخی حیات کی طرح نہیں ہوتی بلکہ ان سے بڑھ کر ہوتی ہے، اور اسی امتیازی حیات کا اثر ہے کہ دنیوی زندگی کے بعض احکام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر وفات کے بعد بھی جاری ہوتے ہیں جیسا کہ ان کی ازواج مطہرات سے نکاح کا جائز نہ ہونا، نبی کی میراث کا تقسیم نہ ہونا، اور قبر مبارک میں نماز ادا کرنا، قبر مبارک کے پاس سلام کہنے والے کا سلام سننا وغیرہ۔

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات برزخی سے متعلق عقیدہ:

1: تمام انبیاء کرام اور خصوصًا حضور ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں، اور یہ زندگی انھی دنیاوی جسموں میں حاصل ہے، یہ زندگی دنیاوی بھی ہے اور برزخی بھی، دنیاوی تو اس معنی میں ہے کہ اسی دنیاوی جسم میں حاصل ہے اور دنیوی زندگی کے مشابہ ہے حتی کہ بعض دنیوی احکام بھی اس حیاتِ برزخی پر جاری ہوتے ہیں، اور ان کی یہ حیات برزخی اس طور پر ہے کہ یہ برزخ میں حاصل ہے۔

2: انبیاء کرام اپنی قبروں میں نماز بھی پڑھتے ہیں، البتہ یہ نماز کسی شرعی پابندی کے طور پر نہیں بلکہ لذت وسرور کے طور پر ہے۔

3: حضور ﷺ کی قبر مبارک کے پاس جو شخص درود پڑھتا ہے تو حضور ﷺ اس کو خود سنتے ہیں، اور جواب عنایت فرماتے ہیں، اور جو شخص دور سے درود پڑھتا ہے تو فرشتوں کے ذریعے ان تک پہنچایا جاتا ہے۔

4: "المہند علی المفند" جو کہ اکابر دیوبند کی متفقہ کتاب ہے اس کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت محمد ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں، اور آپ کی یہ حیات دنیا کی سی ہے، البتہ وہ شرعی احکام کے مکلف نہیں ہیں۔ اور یہ حیات مخصوص ہے حضور اقدس ﷺ، تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ۔ ان کی یہ حیات ایسی برزخی نہیں ہے جو کہ تمام مسلمانوں بلکہ تمام انسانوں کو بھی حاصل ہے.

پس اس سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی بھی ہے اور برزخی بھی، برزخی اس طور پر ہے کہ یہ عالم برزخ میں حاصل ہے۔

اس عقیدہ کی وضاحت ما قبل میں تفصیل سے بیان ہو چکی ہے، اور اس پہلے خط کشیدہ جملے کا مطلب بھی ما قبل میں واضح ہو چکا کہ یہاں حضرات انبیاء کرام کی حیات برزخی کی نفی نہیں ہو رہی بلکہ حضرات انبیاء وشہدا اور عام انسانوں کی حیاتِ برزخی میں فرق کرنا مقصود ہے کہ جو حیاتِ برزخی حضرات انبیاء وشہدا کو حاصل ہے اسی طرح عام مسلمانوں اور عام انسانوں کو حاصل نہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر حاصل ہے۔ اور حضرات انبیا کرام کی حیات برزخی کی نفی نہ ہونے کی دلیل وہ آخری خط کشیدہ جملہ بھی ہے جس میں حیات برزخی کا ذکر ہے۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کو موت آنے اور موت کے بعد حیات ہونے سے متعلق غلط فہمی کا ازالہ:

ما قبل میں یہ بیان ہو چکا کہ ”ہر انسان کو موت آنی ہے، ہر ذی روح کو موت کا مزا چکھنا ہے، انبیاء کرام علیہم السلام پر بھی موت کا آنا حق ہے۔اس لیے حضور ﷺ سمیت تمام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی موت آئی، البتہ حضرت عیسی علیہ السلام کو آسمان سے نازل ہونے کے بعد مقررہ وقت پر موت آنی ہے۔“ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اور دیگر حضرات انبیا کرام کی موت میں اختلاف نہیں بلکہ یہ تو امتِ مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے۔در حقیقت بحث تو حیات بعد الممات یعنی موت کے بعد قبر کی زندگی میں ہے، اس لیے جن آیات واحادیث میں حضور ﷺ اور حضرات انبیاء کرام کو موت آنے کا ذکر ہے ان سے قبر کی زندگی کی نفی نہیں ہوتی کیوں کہ موت آنا تو اجماعی عقیدہ ہے۔

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی قبور مبارکہ میں حیات سے متعلق چند دلائل درج ذیل ہیں:

1: صحیح مسلم میں ہے:

٦٣٠٦- حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ وَشَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ وَسُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَتَيْتُ -وَفِي رِوَايَةِ هَدَّابٍ: مَرَرْتُ- عَلَى مُوسَى لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عِنْدَ الْكَثِيبِ الأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ». (باب مِنْ فَضَائِلِ مُوسَى ﷺ)

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات میں سرخ ٹیلے کے پاس حضرت موسی کی قبر کے پاس سے گزرا تو وہ اپنے قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے۔

2: مسند ابو یعلی میں ہے:

٣٤٢٥ - حَدَّثَنَا أَبُو الْجَهْمِ الْأَزْرَقُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا الْمُسْتَلِمُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ».

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

حدیث کی تحقیق:

1۔علامہ عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ نے فیض القدیر میں فرمایا کہ: وھو حدیث صحیح:

٣٠٨٩: «الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون» لأنهم كالشهداء بل أفضل، والشهداء أحياء عند ربهم....وهو حديث صحيح.

2۔حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں فرمایا ہے کہ امام بیہقی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے:

وقد جمع البيهقي كتابا لطيفا في حياة الأنبياء في قبورهم أورد فيه حديث أنس الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون أخرجه من طريق يحيى بن أبي كثير وهو من رجال الصحيح عن المستلم بن سعيد وقد وثقه أحمد وبن حبان عن الحجاج الأسود وهو بن أبي زياد البصري وقد وثقه أحمد وبن معين عن ثابت عنه وأخرجه أيضا أبو يعلى في مسنده من هذا الوجه وأخرجه البزار لكن وقع عنده عن حجاج الصواف وهو وهم والصواب الحجاج الأسود كما وقع التصريح به في رواية البيهقي وصححه البيهقي. (قوله باب قول الله تعالى: واذكر في الكتاب مريم إذ انتبذت من أهلها)

3۔مرقاۃ ملا علی قاری رحمہ اللہ اس کو صحیح قرار دیا گیا ہے:

وَصَحَّ خَبَرُ: الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ. (بَابُ الْجُمُعَةِ)

4۔علامہ سمہودی رحمہ اللہ نے وفاء الوفاء میں فرمایا کہ اس حدیث کو ابو یعلی نے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے:

وروى ابن عدي في كامله عن ثابت عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون» ورواه أبو يعلى برجال ثقات، ورواه البيهقي وصححه. (الفصل الثاني في بقية أدلة الزيارة)

5۔مجمع الزوائد میں اس کے راویوں کو ثقہ قرار دیا گیا ہے:

١٣٨١٢- وعن أنس بن مالك قال: قال رسول الله ﷺ: «الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون».

رواه أبو يعلى والبزار، ورجال أبي يعلى ثقات. (باب ذكر الأنبياء صلى الله عليهم وسلم)

3: مسند ابو یعلی میں ہے:

٦٥٨٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ أَبِي صَخْرٍ أَنَّ سَعِيدًا الْمَقْبُرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ، لَيَنْزِلَنَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِمَامًا مُقْسِطًا وَحَكَمًا عَدْلًا، فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ، وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيرَ، وَلَيُصْلِحَنَّ ذَاتَ الْبَيْنِ، وَلَيُذْهِبَنَّ الشَّحْنَاءَ، وَلَيُعْرَضَنَّ عَلَيْهِ الْمَالُ فَلَا يَقْبَلُهُ، ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلَى قَبْرِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ لَأُجِيبَنَّهُ».

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! عیسی بن مریم آسمان سے نازل ہوں گے۔۔۔ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔۔۔ پھر اگر وہ میری قبر کے پاس کھڑے ہو کر یا محمد کہیں گے، تو میں ضرور ان کو جواب دوں گا۔

حدیث کی تحقیق:

1۔ مجمع الزوائد میں اس کے راویوں کو ثقہ قرار دیا گیا ہے:

١٣٨١٣- وعن أبي هريرة قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: «والذي نفس أبي القاسم بيده، لينزلن عيسى بن مريم إماماً مقسطاً وحكماً عدلاً، فليكسرن الصليب، ويقتلن الخنزير، وليصلحن ذات البين، وليذهبن الشحناء وليعرضن المال فلا يقبله أحد، ثم لئن قام على قبري فقال: يا محمد، لأجبته».

قلت: رواه أبو يعلى ورجاله رجال الصحيح. (باب ذكر الأنبياء صلى الله عليهم وسلم)

2۔اسی کے ہم معنی حدیث مستدرک حاکم میں ہے، جس کو امام حاکم اور امام ذہبی دونوں نے صحیح قرار دیا ہے:

٤١٦٢ - أخبرني أبو الطيب محمد بن أحمد الحيري ثنا محمد بن عبد الوهاب ثنا يعلى بن عبيد ثنا محمد بن إسحاق عن سعيد ابن أبي سعيد المقبري عن عطاء مولى أم حبيبة قال: سمعت أبا هريرة يقول : قال رسول الله ﷺ: ليهبطن عيسى ابن مريم حكما عدلا وإماما مقسطا و ليسلكن فجا حاجا أو معتمرا أو بنيتهما و ليأتين قبري حتى يسلم علي و لأردن عليه.

هذا حديث صحيح الإسناد و لم يخرجاه بهذه السياقة.

تعليق الذهبي في التلخيص: صحيح

4: سنن ابن ماجہ میں ہے:

١٦٣٧- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلاَلٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَيْمَنَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكْثِرُوا الصَّلاَةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ؛ فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ، تَشْهَدُهُ الْمَلاَئِكَةُ، وَإِنَّ أَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ إِلا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلاَتُهُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا»، قَالَ: قُلْتُ: وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ: «وَبَعْدَ الْمَوْتِ، إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الأَنْبِيَاءِ، فَنَبِيُّ اللهِ حَيٌّ يُرْزَقُ».

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔۔۔۔جب کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، تو میں نے حضور اقدس ﷺ سے پوچھا کہ آپ کی وفات کے بعد بھی پیش کیا جاتا ہے؟؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جی ہاں وفات کے بعد بھی، کیوں کہ اللہ نے زمین پر یہ بات حرام کی ہے کہ وہ انبیا کے جسموں کو کھائے، سو اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اس کو رزق دیا جاتا ہے۔

حدیث کی تحقیق:

1۔مرقاۃ میں ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو جید قرار دیا گیاہے:
(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ) أَيْ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ نَقَلَهُ مِيرَكُ عَنِ الْمُنْذِرِيِّ، وَلَهُ طُرُقٌ كَثِيرَةٌ بِأَلْفَاظٍ مُخْتَلِفَةٍ. (بَابُ الْجُمُعَةِ)

2۔علامہ عزیزی رحمہ اللہ نے السراج المنیر میں فرمایا کہ اس کے راوی ثقہ ہیں:
عن أبي الدرداء ورجاله ثقات (حرف الهمزة)

5: حضوراقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے تو میں اسے خود سنتا ہوں،اور جو شخص مجھ پر دور سے درود پڑھتا ہے تو وہ مجھے پہنچادیا جاتا ہے۔“

حدیث کی تحقیق:

1۔فتح الباری میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابوالشیخ کی روایت کردہ اس حدیث کی سند کو جیّد قرار دیا ہے:
أَخْرَجَهُ أَبُو الشَّيْخِ فِي «كِتَابِ الثَّوَابِ» بِسَنَدٍ جَيِّدٍ بِلَفْظِ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا بُلِّغْتُهُ».(488/6 دارالمعرفہ بیروت)

2۔اسی طرح علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ نے ”القول البدیع،الباب الرابع: فی تبلیغہ ﷺ سلام من یسلم علیہ“میں اور ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ”مرقاۃ 18/3 دارالکتب العلمیہ“میں اس کی سند کو جیّد قرار دیا ہے۔

نوٹ: اس تحریر سے مقصود تفصیلی اور مدلّل بحث نہیں ہے بلکہ مختصر طور پر بعض عقائد کی وضاحت ہے،جہاں تک اس تحریر کے مآخذ اور تفصیل کا تعلق ہے تو اس کے لیے ملاحظہ فرمائیں: تسکین الصدور،عقائد اہل السنۃ والجماعۃ از مفتی طاہر مسعود صاحب۔

بندہ مبین الرحمٰن
19دسمبر2018
نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
03362579499